بچوں اور بچیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ

تشحیذ الاذہان

ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹیچی مان غانا میں دورہ مغربی افریقہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نئی تعمیر ہونے والی عالیشان مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر یاد گاری تختی نصب فرما رہے ہیں۔

امان ۱۳۵۰ ہش

جون ۱۹۷۱ء

(ایڈیٹر)
محمد شفیق قیصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچّوں اور بچّیوں کا پیارا رسالہ

ماہنامہ مشعل الاذہان ربوہ

جلد ۱۴	احسان ۱۳۵۰ ہش	جون سنہ ۱۹۷۱ء	شمارہ ۶

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

نائبین

منیر الدین شمس ——— ظفر احمد سرور ——— مبارک احمد

کتابت :- حمید الدین

سالانہ چندہ :- ۵ روپے	فون نمبر ۴۸	ہوائی ڈاک :- ۱۸ روپے	
فی پرچہ :- ۵۰ پیسے		سمندری ڈاک :- ۸ روپے	

پبلشر :- محمد شفیق قیصر ۔ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت :- دفتر تشحیذ الاذہان دار الصدر جنوبی ربوہ ۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محفلِ تشحیذ

پیارے بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۴ مئی کو نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں خطاب کرتے ہوئے تین باتوں کے لئے خاص طور پر دعا کی تحریک فرمائی ہے :-

(۱) پہلی بات جس کے لئے حضور نے خاص طور سے دعا کی تحریک فرمائی یہ ہے کہ یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے ملک کو ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے محفوظ رکھے اور اسے ہمیشہ ترقی کی راہوں پر قائم رکھے۔

(۲) دوسری بات جس کے لئے حضور نے دعا کی تحریک فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کی حفاظت فرمائے اور ہمارے مخالفین ہماری تبلیغ اسلام کی کوششوں میں جو رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے بُرے اثرات سے ہمیں ہمیشہ محفوظ رکھے اور خدائی تائید و نصرت ہمیشہ جماعت کے ساتھ ہو۔

(۳) آخر میں حضور نے اپنی صحت کے لئے خاص طور سے دعا کرنے کی تحریک فرمائی تاکہ حضور کی بیماری اور تکلیف کے جو اثرات باقی رہ گئے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں دُور کر دے اور اللہ تعالیٰ حضور کو کامل صحت عطا کرے۔

پس جس ترتیب سے حضور نے ارشاد فرمایا ہے ہم سب کو اسی ترتیب سے پوری توجہ اور عاجزی کے ساتھ اپنے مولیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ جانا چاہیئے۔

ہم بچوں کو پہلے بھی کئی مرتبہ توجہ دلا چکے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچوں کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں اگر وہ گناہ نہ کریں۔

پس اے احمدی بچو! گناہوں سے توبہ کرو اور سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو کہ وہ ہمارے ملک، ہماری جماعت کا حافظ و ناصر ہو اور ان کی ہر قسم کی مشکلات کو اپنے فضل سے دُور کر دے۔ اور آخر میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو کامل صحت عطا کرے۔ آمین۔

"بھائی جان"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشعلِ راہ

بچپن کی بعض کھیلیں

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

"بچپن میں ایک کھیل یہ کھیلی جاتی ہے کہ ایک بچّہ آنکھیں بند کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ لائنیں لمبی کر لیتا ہے ایک اس کے پیچھے بیٹھ کر اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔ پھر ایک ایک کر کے دوسرے لڑکے اس کی ٹانگوں پر سے گزرتے ہیں اور پیچھے بیٹھنے والا پوچھتا ہے کہ کون گزرا۔ اُسے اجازت نہیں ہوتی کہ گزرنے والے کے جسم کو ہاتھ لگائے۔ صرف لباس کی آواز سے وہ پہچانتا ہے کہ کون گزرا۔ اگر وہ ٹھیک بتا دے تو کامیاب سمجھا جاتا ہے اور دوسرا ہار جاتا ہے اِس کھیل سے شنوائی کی طاقت اور توجہ کا مادہ بڑھتا ہے۔ یہ کھیل چھوٹے بچّوں کی ہے مگر اسے بنانے والے نے اس میں بہت حکمت رکھی ہے۔ جس کے کان عادی ہو جائیں کہ کپڑے کی آواز سے آدمی کو پہچان لے یا خیال سے معلوم کرے کہ کون گزرا ہے تو وہ پولیس اور سکاؤٹ میں کتنا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص اگر پولیس میں جائے گا تو یقیناً بہت ترقی کرے گا۔ پھر ایک کھیل یہ ہوتا ہے کہ پیچھے سے آکر آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ جس کی آنکھیں اس طرح بند کر دی جائیں اس کا حق ہوتا ہے کہ پہچانے اور ہاتھ کو ہاتھ لگا کر پہچانے۔ اس طرح ہاتھوں کے لمس سے پہچاننے کی مشق ہوتی ہے۔ یہ کھیل رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی بہت بدصورت اور کریہہ المنظر تھے۔ قد چھوٹا تھا اور جسم پر بال بڑے بڑے تھے۔ ایک دفعہ وہ بازار میں مزدوری کر رہے تھے پسینہ بہہ رہا تھا اور گرمی کی وجہ سے سخت گھبرائے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی لڑ پڑیں گے پیچھے سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم آئے آپؐ کو ان کی حالت پر رحم آیا اور ان کی دلجوئی کرنا چاہی اور ان کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے جس کے معنے یہ تھے کہ بتاؤ کون ہے۔ انہوں نے ہاتھ پر ہاتھ پھیرا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا جسم بہت نرم تھا اِس لئے وہ پہچان گئے اور مذاق کے لئے آپؐ کے جسم مبارک کے ساتھ اپنا پسینہ والا جسم ملنے لگے اور کہا یا رسول اللہ! میں نے پہچان لیا ہے۔ یہ کھیل بھی درحقیقت (باقی صفحہ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک بخیل نائی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمائی ہوئی کہانی

بچو! بُخل بہت ہی بُری چیز ہے۔ بخیل وہ ہوتا ہے جو دوسروں کو کبھی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ ایسے شخص کا انجام ہمیشہ بہت بُرا ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بخل سے بچنے کی بہت تاکید فرمائی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بخیل کا قصہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ اُس کا کیسا بُرا انجام ہوا۔ ہم تمہیں بھی وہ واقعہ سُناتے ہیں۔

ایک نائی تھا۔ اُسے زخموں کو اچھا کرنے کا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا نسخہ معلوم تھا۔ دُور دُور سے لوگ اُس کے پاس علاج کے لئے آتے تھے۔ لیکن وہ تھا بڑا بخیل۔ کسی کو یہ نسخہ نہیں بتاتا تھا۔ حتّٰی کہ اپنے بیٹے کو بھی اس نے یہ نسخہ نہ بتایا۔ بیٹے نے بہتیری منّتیں کیں کہ آپ مجھے یہ نسخہ بتا دیں مگر وہ یہی جواب دیتا کہ مرتے وقت تمہیں بتاؤں گا ورنہ تم کسی اَور کو بتا دو گے۔ بیٹے نے کہا کہ موت کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کس وقت آ جائے آپ ابھی بتا دیں۔ مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا اور نسخہ نہ بتایا۔ آخر ایک دفعہ وہ بیمار ہوا اور حالت بہت نازک ہو گئی۔ بیٹا کہنے لگا اب تو آپ مجھے نسخہ بتا دیں مگر اُس نے جواب دیا۔ مَیں ابھی مرتا نہیں اچھا ہو جاؤں گا۔ پھر اَور حالت خراب ہوئی تو بیٹے نے پھر منّتیں کیں مگر اُس نے پھر یہی جواب دیا کہ کیا تُو سمجھتا ہے کہ مَیں مرنے لگا ہوں۔ مَیں تو ابھی نہیں مرتا۔ وہ یہی جواب دیتا رہا یہاں تک کہ مرگیا اور اُس کا بیٹا جاہل کا جاہل ہی رہا۔

اب دیکھو وہ یہ نسخہ بیٹے کو اِس لئے نہیں بتاتا تھا کہ کہیں یہ دوسروں کو نہ بتا دے۔ یہی اُس کا بخل تھا۔ وہ مرتا مرگیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن نسخہ نہ بتایا۔ ایک تو خلقِ خدا اُس سے محروم رہی دوسرے اُس کا اپنا بیٹا بھی یہ ہُنر نہ سیکھ سکا اور اسے روٹی کمانی مشکل ہو گئی۔ اِس طرح اُس کے بخل کی وجہ سے دوسروں کو تو نقصان پہنچا ہی تھا اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کی زندگی خراب کر دی۔ نہ بخل کرتا اور نہ یہ بات ہوتی۔

انسان کو چاہیئے کہ بخل سے بچے۔ جو ہُنر، علم، مال و دولت خدا نے دیا ہے اُس سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے سے اپنے ہُنر، علم اور مال و دولت میں برکت پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کے ہُنر، علم اور مال و دولت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ جو بخل کرتا ہے وہ برکت اور ثواب سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ آخر میں اسے نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ احمدی بچّوں کو بخل سے بچائے۔ وہ اپنے ہُنر، اپنے علم اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے والے بنیں تا کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے بندوں کو ہمیشہ ہی فائدہ پہنچتا رہے۔

آمین

سوال و جواب

(اسد احمد چوہدری۔ راولپنڈی)

س :۔ ربوہ کب بنا؟

ج :۔ ۱۹۴۸ء میں۔

س :۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قادیان سے کب ہجرت کی؟

ج :۔ ۱۹۴۷ء میں۔

(خالدہ قمر چوہدری۔ راولپنڈی)

س :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والدِ ماجد کا کیا نام تھا؟

ج :۔ حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب۔

س :۔ ہمارا سالنامہ کب شائع ہو گا؟

ج :۔ جب بھی موقع ملا۔

(ریاض احمد۔ منڈی ہیرا سنگھ ضلع ساہیوال)

س :۔ مَیں ایک غیر احمدی لڑکا ہوں۔ کیا مَیں احمدی بچّوں سے قلمی دوستی کر سکتا ہوں؟

ج :۔ احمدی بچّے بھی مسلمان ہی ہیں اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اِس لئے اس میں حرج ہی کیا ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے بچپن کا ایک واقعہ

(مکرم پروفیسر مسعود احمد خان صاحب ایم۔اے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے علم کا یہ بھی ایک کمال ہے کہ اس کی برکت سے بعض اوقات احمدی بچّے بھی اپنے سے علم اور عمر میں بڑے حضرات کے ساتھ دلیری سے علمی گفتگو کر لیتے ہیں۔ ذیل میں میں اپنے بچپن کے ایک ایسے ہی تجربہ کا ذکر کرتا ہوں جو مجھ کو برِّصغیر پاک و ہند کے ایک بہت بڑے ادیب مشہور صوفی اور سجادہ نشین خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی مرحوم کے ساتھ ملاقاتوں میں حاصل ہوا۔

خواجہ صاحب دہلی کی عجیب پُرلطف شخصیّت تھے۔ دہلی کی اس گئی گزری حالت میں ان کا دم غنیمت تھا اور ان کو دیکھ کر پتہ چلتا تھا کہ مسلمان بادشاہوں کے دَور کی دہلی میں کیسے کیسے باکمال لوگ رہتے تھے۔ ہم چھٹپن سے ہی یہ سُنتے چلے آرہے تھے کہ خواجہ صاحب جیسے ادیب بہت اچھے ہیں۔ تقریر بھی بہت اچھی کرتے ہیں اور اسی طرح ان کی گفتگو بھی بہت مزیدار ہوتی ہے۔ خود ہماری جماعت کے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلسوں میں بہت شوق سے تشریف لاتے تھے اور ہمارے لئے یہی بات خوشی کا باعث تھی کہ ہم کو بھی خواجہ صاحب کی تقریر سُننے کا موقع ملا۔ اور یہی ہمارے لئے کافی بھی تھا کیونکہ بچّوں کو بھلا کہاں ایسے بڑے لوگوں سے ذاتی طور پر ملنا ہوتا ہے۔ لیکن میں دسویں جماعت میں پڑھتا تھا اور عمر کے لحاظ سے ابھی طفل ہی تھا کہ ایک دن ان سے شرفِ نیاز بھی حاصل ہو گیا۔ ہوا یُوں کہ ہمارے پڑدادا حضرت حافظ وزیر محمد خان صاحب المعروف بہ محب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ صوفیاؔ کے چشتی نظامی سلسلہ میں ایک بڑے بزرگ مانے جاتے ہیں۔ ان کا عرس اسلامی کیلنڈر کے مہینہ رجب کی آٹھ تاریخ کو ہر سال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے۔ پہلے دہلی میں ہوتا تھا جہاں وہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ہی مدفون ہیں۔ اب ان کی گدی کے سجادہ نشین جناب علی محمد خاں صاحب جو ہوشیارپور سے آکر پاک پٹن میں آباد ہو گئے ہیں ہر سال آٹھ رجب کو ان کا عرس پاک پٹن میں ہی مناتے ہیں۔ آزادی سے پہلے ہر سال جناب علی محمد خاں صاحب ہوشیارپور سے دِلّی آتے تھے اور والد صاحب سے خواہش کرتے تھے کہ صاحبِ عرس کی اولاد ہونے کی وجہ سے وہ بھی اس موقع پر بستی نظام الدین آجایا کریں چاہے عرس کی رسومات میں شریک نہ ہوں۔

ہم لوگ ایسے ہی ایک عرس کے موقع پر بستی نظام الدین گئے ہوئے تھے کہ صبح کی نماز کے بعد میں اور میرے بڑے بھائی مکرم مولود احمد خان صاحب بزرگوں کے مزارات پر فاتحہ پڑھتے ہوئے حضرت امیر خسرو کے مزار پر بھی گئے۔ ان کے مزار کے سامنے ہی خواجہ حسن نظامی صاحب کا حجرہ تھا۔ فاتحہ پڑھ کر جو مزار سے باہر نکلے تو دیکھا کہ خواجہ صاحب اکیلے ہی حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ ہم دونوں ان کے پاس چلے گئے۔

خواجہ صاحب بہت اخلاق سے پیش آئے۔ پوچھا کون ہو۔ کس کے بیٹے ہو۔ ہم نے والد محترم حضرت محمد حسن صاحب آسان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو خوب اچھی طرح سے پہچان گئے اور کہنے لگے تم احمدی ہوئے آج ان مزارات پر کیسے آئے۔ ہم نے کہا احمدی بھی تو اسلام کے ان جانباز مجاہدین کے اس زمانہ میں جانشین ہیں۔ انہوں نے سینکڑوں سال پہلے اسلام کی شمع کو ہندوستان میں روشن کیا اور اب جبکہ اس شمع کے چاروں طرف گرد و غبار جمع ہو جانے سے اس کی روشنی مدھم دکھائی دے رہی ہے تو ہم اس غبار کو دُور کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی لئے ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان مزارات پر بھی تشریف لائے تھے۔ خواجہ صاحب نے اس بات کی تصدیق کی اور ہمارے اس برجستہ جواب پر بہت محظوظ ہوئے اور کہنے لگے چلو یہ تو صحیح لیکن علی التبصیح یہ دو بچے شہر سے اس ویرانے میں کیسے آ وارد ہوئے۔ ہم نے اپنے پڑدادا کے عرس کا ذکر کیا۔ اس ضمن میں کہنے لگے میرے دادا اور تمہارے پڑدادا آپس میں بہت گہرے دوست تھے۔ ایک دن میرے دادا نے تمہارے پڑدادا کے سر سے اپنا سر پیار سے ٹکرایا۔ بس اس ایک ٹکر کی وجہ سے وہ اہلِ حدیث فرقہ چھوڑ کر چشتی نظامی ہو گئے۔ بھائی مولود نے کہا اگر آپ یہ احسان جتا رہے ہیں تو ہم اس احسان کا بدلہ اُتارنے کے لئے تیار ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام سناتے ہیں۔ اور اگر آپ کو کسی کرامت کا بیان مقصود ہے تو یہ کرامت ہم کو بھی دکھائیے اور ہم پر بھی آزمائیے۔ یہ سر حاضر ہے اس پر ٹکر مار کے دیکھیں کوئی اثر ہوتا ہے کہ نہیں۔ خواجہ صاحب پھر ہنسے اور کہا بھئی تمہارے والد صاحب نے بھی میری یہ بات سن کر یہی مطالبہ کیا تھا لیکن اب زمانے بدل گئے ہیں۔ اس کے بعد مزارات پر سجدہ کرنے پر گفتگو ہوتی رہی ہم نے اس کو شرک کہا اور خواجہ صاحب اس کو تعظیمی سجدہ کا نام دے کر جائز قرار دیتے رہے۔

دوسرے ہفتہ خواجہ صاحب کا اخبار "منادی" جو دیکھا تو مولود احمد کے عنوان سے ان کے روزنامچے میں ہماری ملاقات کا ذکر موجود تھا جس میں انہوں نے پڑ دادا کے عرس پر بھی نوٹ لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ دہلی کے مشہور ادیب جناب محمد حسن صاحب آسمان اگرچہ احمدی ہیں لیکن جو تقریب ان کے بزرگ کی یاد میں منائی جا رہی ہے اس میں شریک ہونے کے لئے مع اہل و عیال دہلی سے بستی نظام الدین تشریف لائے ہیں۔ یہ دونوں انہی کے بچے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اگرچہ مذہبی گفتگو میں سے صرف مزارات پر سجدہ کرنے کا ذکر کیا۔ البتہ یہ بھی تحریر کیا کہ آسمان صاحب کے بچے اپنے باپ کی طرح نہایت خوش گفتار ہیں اور دہلی کی شستہ اردو میں دلنشین گفتگو کرتے ہیں۔ گویا علمی گفتگو سے متاثر ہونے کا اظہار زبان کی شستگی کی تعریف سے کیا گیا۔

خواجہ صاحب کے قلم سے ان کے اخبار میں اپنی ملاقات کے ذکر سے ہماری حوصلہ افزائی ہوئی اور ان کی بزرگی اور بڑائی کا خوف جاتا رہا بلکہ ان کے مشفقانہ برتاؤ سے اور ہباؤ کھل گیا کہ پھر ان سے ملاقات ہو۔

اب کے تقریب یوں ہوئی کہ میرے سکول اینگلو عربک ہائی سکول میں گرمیوں کی چھٹیاں ہوئیں تو اساتذہ کرام نے طلباء کو رسید بکیں دیں کہ کالج و سکول کی عمارت کی توسیع کے لئے چھٹیوں میں چندہ جمع کرو۔ میں دہلی کے کئی معززین سے اس سلسلہ میں ملا ایک دن پھر میں مکرم بھائی مولود کے ساتھ خواجہ صاحب کے پاس چلا گیا۔ اس دفعہ انکے دیوان خانہ میں ملاقات ہوئی۔ وہی ان کا دفتر تھا اور ملاقاتیوں سے ملنے کے لئے گھر کا مردانہ حصہ بھی۔ اور وہی جگہ ان کے نظامی منجن نظامی سرمہ۔ نظامی تیل۔ نظامی ابٹنہ اور نہ معلوم کیا کیا کچھ نظامی لیبلوں کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیار ہونے والی چیزوں کا کارخانہ بھی تھا۔ وہیں ان کے کاتب صاحبان ان کی تصانیف بھی لکھا کرتے تھے۔

اِس دفعہ چونکہ مَیں سکول کے لئے چندہ لینے کے لئے گیا تھا اِس لئے گفتگو مَیں نے شروع کی۔ سُن کر کہنے لگے ارے میاں کن باتوں میں پڑ گئے ہو۔ یہ تو ہم مسلمانوں کا سکول ہے تم احمدی ٹھہرے تم کو اس سے کیا واسطہ۔ مَیں نے عرض کیا یہ اسلام کا درد ہی تو ہے جو مجھ کو آپ کی خدمت میں لے آیا ہے۔ کہنے لگے کہ یہ ادارہ ہمارا ہے اور تم کو کیا معلوم اس کے لئے مَیں کیا کچھ کرتا رہتا ہوں۔ احمدی لوگ تو اپنا ایک شوق رکھتے ہیں اور وہ ہے تبلیغ کا شوق۔ تم اسی شوق کو اپناؤ تمہارے لئے یہی کافی ہے۔ مَیں نے کہا یہ شوق تو ہم رکھتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس تو اُس خاطر نہ آئے۔ مَیں نے عرض کیا جب آپ ارشاد فرمائیں۔ ہم اس کے لئے تو ہر وقت حاضر ہیں۔ کہنے لگے تو کرو ابھی ہم کو تبلیغ اور رہنے دو اس چندے وندے کی بات کو۔ مَیں نے کہا فرمائیے کیا عرض کروں۔ انہوں نے پوچھا کیا قرآن مجید میں مرزا صاحب کا اور تمہاری احمدیہ جماعت کا بھی ذکر ہے۔ مَیں نے کہا جی ہاں۔ اور سورہ جمعہ کی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اَور جماعت آخری زمانہ میں پیدا ہو گی جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود تو جسمانی طور پر موجود نہیں ہوں گے البتہ آپ نے اپنے صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔ یہ ایران کے رہنے والے تھے اور کہا کہ ان لوگوں میں سے کوئی شخص کھوئے ہوئے ایمان کو واپس لے آئے گا۔ گویا اس کا آنا میرا آنا ہو گا اور اس کی جماعت میری جماعت ہو گی اور ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ایرانی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ خواجہ صاحب کہنے لگے بس مسئلہ حل ہو گیا۔ مسیح موعود کو ہم سیّدوں میں سے آنا چاہیئے۔ مَیں نے کہا کیسے۔ کہنے لگے کہ ہماری دادی شہربانو ایرانی شہزادی تھیں ان کی شادی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ اس پر مَیں نے عرض کیا کہ نسل تو باپ سے چلتی ہے۔ خواجہ صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اُدھر ان کے عملہ کا کوئی کارکن ان سے کوئی بات کہنے آ گیا اور یہ علمی گفتگو بیچ آدھ میں رہ گئی۔ ہم نے واپسی کی اجازت چاہی۔ نہایت خوش اخلاقی سے خواجہ صاحب نے ہم کو رخصت کیا۔

اس کے اگلے ہفتہ کے منادی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر ہماری ملاقات کا ذکر بعنوان سعود احمد کیا گیا تھا۔ ہمارے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا ذکر۔ اس کی غرض۔ اپنا جواب سب کچھ تحریر کیا۔ پھر ہماری تبلیغی گفتگو کا ذکر کیا۔ اور لکھا کہ سعود احمد نے سورہ جمعہ سے یہ ثابت کیا کہ مسیح موعود کو ایرانی النسل ہونا چاہیئے اور میں نے کہا کہ شہزادی شہربانو کی وجہ سے مسیح موعود کو ہم سیّدوں میں سے آنا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے اخبار 'منادی' میں بس اتنا ہی ذکر کیا اور میرا جواب نہ لکھا۔ اصل بات تو یہی ہے کہ نسل باپ سے چلتی ہے۔ سیّد حضرت امام حسن حسین رضی اللہ عنہم کی اولاد ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور ساتھ ہی ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی بھی تھے اس لئے ان کی ددھیال اور ننھیال ایک ہی نسل کی بن جاتی ہے۔ رسولِ خدا کی بیٹی خاتونِ جنّت فاطمۃ الزہرا کی اولاد ہوتے ہوئے پھر اپنے کو شہزادی شہربانو کی اولاد بتانا کوئی فخر کی بات نہیں۔ اِسی وجہ سے سیّد لوگ عربی النسل سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہی سمجھے جانے چاہئیں نہ کچھ اَور۔

اِس ملاقات کا ذکر کرنے کا اصل مقصد وہی ہے جو مضمون کے شروع میں بیان کیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے علم کی برکت سے واقعی گونگوں کو زبان عطا ہوئی اور میری طرح ہزارہا احمدیوں کو اپنے بچپن میں ایسی دلیری سے علمی گفتگو کرنے کے مواقع پیش آئے ہوں گے جس سے عمر رسیدہ حضرات ضرور حیران ہو گئے ہوں گے۔ اطفال الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ اس علمی ورثہ کو ہمیشہ اپنے اندر قائم رکھنے کا شوق بڑھائیں اور اس کے لئے کوشش کرتے رہیں ؂

بچپن کی بعض کھیلیں

(بقیہ صہ ۳)

اپنے اندر ایک عُمدہ مشق رکھتی ہے بشرطیکہ بچّوں کو عمدگی کے ساتھ کھلائی جائے اور کوشش کی جائے کہ پورا پورا فائدہ حاصل ہو۔ یہ کھیلیں ایسی ہیں کہ ان سے اتنی مشق ہو جاتی ہے کہ انسان بڑے بڑے کمالات ظاہر کر سکتا ہے۔" (مشعلِ راہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زورِ دعا

(نصیر احمد شاہد۔ ڈگری ضلع تھرپارکر)

کچھ دن ہوئے مَیں بازار جا رہا تھا کہ راستہ میں میرا ایک دوست مجھے مِل گیا۔ ہم باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ میری نظر اس کی گھڑی پر پڑی۔ مَیں نے اُس سے گھڑی لے کر اپنے ہاتھ پر باندھ لی۔ سامان وغیرہ لے کر ہم واپس آ گئے۔ باتوں ہی باتوں میں گھڑی واپس دینے کا خیال ہی نہ رہا اور مَیں واپس گھر آ گیا۔ کچھ دیر بعد مجھے گھڑی کا خیال آیا تو مَیں بہت پریشان ہوا۔ کیونکہ گھڑی میرے ہاتھ پر نہ تھی۔ اور گھڑی چونکہ کوئی معمولی چیز نہ تھی اِس لئے میرا پریشان ہونا لازمی تھا۔ مَیں نے گھر اور باہر بہت ڈھونڈا لیکن گھڑی کہیں بھی نہ تھی۔ مَیں نے گھڑی کے متعلق گھر میں کسی کو بھی نہ بتایا تھا۔ خاموشی سے کمرے میں آیا اور اپنے پیارے رب کے حضور گڑگڑا کر دعا کرنے لگا۔ ابھی مجھے اپنے پیارے رب کے سامنے دعا کرتے ہوئے ایک منٹ بھی نہ گزرا ہو گا کہ امّی جان نے مجھے آواز دی۔ مَیں اُن کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے وہی گھڑی دکھاتے ہوئے کہا "یہ گھڑی کِس کی ہے مجھے دروازے کے پاس سے ملی ہے۔" مَیں نے امّی جان کو تمام واقعہ سُنایا اور اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا جس نے مجھے اس مصیبت سے نکال دیا۔ مَیں تو اس کو دعا کی برکت ہی سمجھتا ہوں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو زورِ دُعا دیکھو تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت علیؓ اور آپکی بیٹی

(رفیق احمد منیر۔ ربوہ)

حضرت علی بن ابو رافع سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں حضرت علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ کے بیت المال پر نگران اور ان کا سیکرٹری تھا۔ اُن کے بیت المال میں ایک موتیوں کا ہار تھا جو انہیں بصرہ کی جنگ کے دوران مالِ غنیمت کے طور پر حاصل ہوا تھا۔ حضرت علیؓ کی بیٹی نے مجھے پیغام بھجوایا کہ بیت المال میں موتیوں کا ہار ہے اور وہ آپ کے قبضہ میں ہے مَیں چاہتی ہوں کہ آپ عاریۃً (عارضی طور پر) وہ ہار مجھے دے دیں مَیں عید کے روز اسے پہننا چاہتی ہوں۔

علی بن ابو رافع نے جواب میں کہلا بھیجا کہ اے امیرالمومنین کی صاحبزادی اگر یہ ہار گُم ہو گیا تو آپ کو اس کی قیمت ادا کرنی ہو گی اور تین دن بعد واپس کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے مجھے منظور ہے اور تین دن بعد واپس ہار لَوٹا دیا جائے گا۔ مَیں نے اس شرط پر ان کو یہ ہار دے دیا۔ ایک وقت امیرالمومنین نے وہ ہار اُن کے گلے میں دیکھ لیا اور پہچان لیا۔ آپ نے فرمایا یہ ہار تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ مَیں نے اُبن ابی رافع، امیرالمومنین کے بیت المال کے خزانچی سے عاریۃً لے رکھا ہے تاکہ عیدِ قربان پر اس سے زینت حاصل کر سکوں اور پھر واپس کر دوں گی۔

امیرالمومنین نے میری طرف قاصد بھیجا مَیں حاضر ہوا تو فرمایا اے ابن ابی رافع تم مسلمانوں کی خیانت کرتے ہو۔ مَیں نے عرض کیا اللہ کی پناہ اس سے کہ مَیں مسلمانوں کی خیانت کروں۔ فرمایا تم نے امیرالمومنین کی بیٹی کو وہ ہار جو مسلمانوں کے بیت المال میں تھا بغیر میری اجازت اور بغیر مسلمانوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رضامندی کے کیسے عاریۃً دے دیا ہے۔ عرض کیا اے امیرالمومنین! وہ آپ کی بیٹی ہیں اور انہوں نے فرمائش کی کہ میں ان کو یہ ہار عاریۃً دے دوں اِس شرط پر کہ وہ اس کو صحیح سالم مجھے واپس کر دیں گی۔ فرمایا آج ہی اس کو واپس کرو اور ایسا کبھی نہ کیا کرو ورنہ تم کو میری طرف سے سزا ہو گی۔ ہلاکت ہو میری بیٹی کے لئے وہ مسلمانوں کی خیانت کرتی ہے اور مسلمانوں کے بیت المال سے بلا میری اجازت اور بغیر مسلمانوں کی رضامندی کے ہار عاریۃً مانگ لیتی ہے۔ حضرت امیرالمومنین کا یہ فرمانا صاحبزادی کو پہنچ گیا تو عرض کیا اے امیرالمومنین میں آپ کی بیٹی اور آپ کا ایک ٹکڑا ہوں تو اس ہار کے پہننے کی حقدار مجھ سے زیادہ کون ہے۔ اس پر حضرت امیرالمومنین نے فرمایا:-

اے ابن ابی طالب کی بیٹی تو حق سے تجاوز نہ کر۔ ہار تیرے باپ کا نہیں ہے وہ تو سارے کے سارے مسلمانوں کا ہے۔

صاحبزادی نے اسی وقت ہار ابن ابی رافع کو واپس کر دیا اور انہوں نے بیت المال میں رکھ دیا۔

بھائیو! آپ نے دیکھ لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے نزدیک مساوات کا کیا درجہ تھا کہ چھوٹے بڑے اور امیر غریب کا کوئی فرق نہیں رکھتے تھے اور اپنی سگی بیٹی کا بھی پاس نہ کیا اور اس کو بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح سمجھا۔ اِس لئے ہم سب کو چاہیئے کہ ہر ایک سے ایک جیسا سلوک کریں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

پیارے بچّو! آپ سب کو علم ہے کہ جس کاغذ پر آپ کا رسالہ تشحیذ چھپتا ہے وہ مشرقی پاکستان میں تیار ہوتا ہے وہاں کے حالات سے ہر بچہ اچھی طرح واقف ہے کہ کس طرح ہمارے دشمن بھارت نے وہاں اپنے آدمی داخل کر کے خطرناک صورتِ حال پیدا کر رکھی ہے۔ اور اسی وجہ سے کاغذ کے کارخانے بھی پوری طرح کام نہیں کر رہے مغربی پاکستان میں اخباری کاغذ پر حکومت نے مکمل کنٹرول کر دیا ہے اور ہر رسالے کو اپنے صفحات کم کرنے پڑے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس مرتبہ

تشحیذ الاذہان

بھی کم صفحات پر شائع ہو رہا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب روکوں کو دُور کر دے اور ہم دوبارہ اصل سائز پر یہ پرچہ چھاپنا شروع کر دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیّت ــــ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کی روشنی میں

احمدیت سے او ناداں، یُوں نہ حاصل کر فرار
نوح کی کشتی ہے یہ، جلدی سے ہو جا بُوسوار

تذکرہ ہے ہر طرف، برباد ہوتا ہے جہاں
اب بھی کیا اُترا نہیں ہے تیری آنکھوں کا خُمار؟

جاننا تُو چاہتا ہے گر حقیقت دِین کی
احمدیت کے پرکھنے میں ہے کیا پھر تُجھ کو عار؟

صدق دِل سے احمدیت مان لے جو ایک بار
پہنتا ہے تا اَبد دُرِّ ثمیں کے لاکھ ہار

مت مُکر تُو احمدیّت کے براہیں مان کر
تیری بخشش کا ہے سارا اِس پہ ہی دارومدار

ست بچن کہہ، ست بچن اک ڈھال ہے تیرے لئے
گر تُو سُولی پہ بھی ہوگا، تُجھ کو دے گی یہ اُتار

تم نشانِ آسمانی دیکھ کر بھی چُپ رہے
کیا تمہیں اب آسمانی قہر کا ہے انتظار؟

احمدیت ہے ضیاء الحق کی اِک روشن کرن
سخت تاریکی میں بھی دکھلائے گی یہ رہگذار

دیکھ کیسے تُجھ کو حاصل ہوں گی برکات الدّعا
سر جُھکا سجدے میں اپنا، اور پھر دِل سے پُکار

دیکھ خود نجم الہُدیٰ آیا ہے تیرے واسطے
کِس لئے دامن بچاتا ہے تُو اُس سے بار بار؟

حُجّت اللہ گر نہ مانے گا تو پکڑے گا خُدا
کب تلک تُو یُوں پھرے گا مثلِ شُترِ بے مہار؟

ظہیر ظفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمباکو نوشی کا عبرتناک انجام

(مبارک احمد قمر۔ ربوہ)

چند سال ہوئے مَیں گوجرانوالہ سے ربوہ آ رہا تھا۔ مَیں جس بس میں سوار تھا وہ مسافروں سے خوب بھری ہوئی تھی اور اکثر مسافر سیٹ نہ ملنے کی وجہ سے کھڑے تھے۔ چند خواتین اگلی سیٹوں پر بیٹھی اپنی باتوں میں مشغول تھیں۔ ان سے اگلی سیٹ پر کھڑکی کے قریب ایک چھ سات سال کا لڑکا بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ اور کش پہ کش لگائے جا رہا تھا۔ لڑکے کے ساتھ ہی غالباً اس کا باپ جو اپنے لباس اور وضع قطع سے دیہاتی معلوم ہوتا تھا، بیٹھا خود بھی سگریٹ پی رہا تھا۔ ان کے برابر دوسری طرف کی سیٹ پر مَیں بیٹھا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ گاڑی میں مسافروں کی بھیڑ اور پھر ان کی تمباکو نوشی کی وجہ سے فضا مکدر ہو رہی تھی اور دھوئیں کی کثرت کی وجہ سے میرا تو سَر چکرا رہا تھا اور مجھے تمباکو نوشی کرنے والوں پر بہت غصّہ آ رہا تھا۔ خصوصاً اس کمسن لڑکے پر جس نے ابھی پوری طرح ہوش و حواس بھی نہیں سنبھالا تھا کہ اِس بُری عادت کا شکار ہو گیا تھا اور مَیں سوچ رہا تھا کہ یہ کیسے ناعاقبت اندیش لوگ ہیں جو اپنے بچّوں کی اچھی صحت اور عمدہ تربیت کی طرف توجہ دینے کی بجائے ان کی جسمانی و روحانی دونوں لحاظ سے بُری تربیت کر رہے ہیں اور ان کے مستقبل کو تباہ کر رہے ہیں۔ مَیں اِسی سوچ و بچار میں تھا اور بس اپنی پوری رفتار سے منزل کی طرف بڑھ رہی تھی کہ دفعتاً مسافروں میں سے ایک نے بلند آواز سے کہا بھائی کپڑا جلنے کی بُو آ رہی ہے تمام اپنے اپنے کپڑوں کو دیکھ لیں۔ پھر تو قریباً سب نے ہی محسوس کیا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقعی کپڑا جلنے کی بُو آ رہی ہے۔ مسافروں نے اپنے کپڑوں کا جائزہ لیا۔ چند منٹ کے بعد ان خواتین میں سے ایک نے جو کھڑکی کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں، ایک دلدوز چیخ نکالی "ہائے مَیں مرگئی" "ہائے مَیں جل گئی" اور ساتھ ہی رونے اور چیخنے لگی۔ تمام مسافروں کی توجہ اس خاتون کی طرف ہو گئی۔ وہ اپنے ریشمی کپڑوں سے آگ کو بُجھا رہی تھی اور غصّہ سے اس کی حالت یہ تھی کہ بُرقعہ سر سے اُتارے ہوئے انتہائی گندی اور فحش گالیوں کے ساتھ اس لڑکے کی خاطر تواضع کر رہی تھی۔ اور یہ حقیقت تھی کہ خاتون کے کپڑوں میں آگ لڑکے کے سگریٹ سے ہی لگی تھی۔ لڑکے نے سگریٹ کا جو بچا ہُوا ٹکڑا کھڑکی سے باہر پھینکا تو وہ ہوا کے زور سے باہر گرنے کی بجائے اندر ہی اس خاتون کے کپڑوں پر گر گیا تھا۔ بےچاری خاتون کی شلوار کا کافی حصّہ جل گیا تھا اور کسی قدر ایک طرف سے قمیص بھی جس کی وجہ سے وہ کھڑی ہونے کے بھی قابل نہ تھی اور بار بار لڑکے کو پیٹنے کے لئے لپکتی تھی لیکن ساتھ والی دوسری خواتین اُسے روکتی تھیں۔

بس میں اِس قدر ہنگامہ ہُوا کہ خدا کی پناہ! جس قدر انتہائی گندی اور فحش گالیاں ممکن تھیں وہ اس خاتون نے سُنائیں تمام سگریٹ نوش احباب اور دوسرے مسافر مُنہ نیچے کئے سُنتے رہے

اس خاتون نے جو انتہائی شریف اور باپردہ امیر گھرانے کی معلوم ہوتی تھی تمباکو نوشی کرنے والوں کو ایسی صلواتیں سُنائیں اور ایسے فحش اور بازاری قسم کے کلمات سُنائے کہ شرم محسوس ہوتی تھی اور مَیں سوچتا تھا کہ کاش تمباکو نوشی کرنے والے لوگ اِس عبرتناک واقعہ سے سبق حاصل کریں اور تمباکو نوشی کو ترک کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو تا اس قسم کے نقصانات اور بےعزّتی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

بچّو! امّید ہے کہ آپ بھی اِس بُری لعنت سے بچتے رہیں گے۔

"بہت تھوڑے بچّے اور نوجوان مَیں نے ایسے دیکھے ہیں جن کی پیشانی پر مَیں نے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ لکھا ہُوا دیکھا ہو اور وہ خدا تعالیٰ کے انعامات کو حاصل کرنے کے لئے پوری جدّوجہد کرتے ہوں۔" (مشعلِ راہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری قسط

لالچ کی موت

چلتے چلتے راستے میں ایک گاؤں آگیا ان تینوں (گدھے، کتّے اور بلّے) کی ملاقات ایک مُرغ سے ہوئی جو غمگین و اُداس صورت بنائے ایک دیوار پر کھڑا تھا۔ اسے غمگین و اُداس دیکھ کر گدھے نے پوچھا۔ "اے بھائی مرغ آپ کیوں اس طرح پریشانی کے عالم میں کھڑے ہیں۔"

مرغ بولا "بھائی کیا بتاؤں مَیں آج بھی روز کی طرح صبح سویرے بیدار ہُوا اپنی اذانوں سے سونے والوں کو جگایا۔ یہ تو آپ کو علم ہی ہے کہ صبح سویرے اُٹھنے والے سارا دن خوشی و مسرّت کے ساتھ گزارتے ہیں۔ مَیں بھی اس سہانے وقت بڑی خوشی کے ساتھ اِدھر اُدھر چہل قدمی کر رہا تھا اور صُبح کے نظاروں سے اپنے دل کو خوش کر رہا تھا کہ اچانک مَیں نے سُنا کہ گھر کی مالکہ اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ تمہارے چچا کل بڑی دیر کے بعد ہمارے ہاں آرہے ہیں تو انکے آنے پر ہم اس مرغ کو ذبح کرکے اس کا مزے دار پلاؤ بنائیں گے۔ دوستو! جب مَیں نے یہ بات سُنی تو میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور میرے ہوش و حواس جاتے رہے۔ اور کل آنے والی موت کا تصوّر کرکے حیران و پریشان ہوں کہ موت کے اس چنگل سے کس طرح رہائی حاصل کروں۔"

گدھے نے کہا "میاں مرغے موت سے پہلے کیوں مرے جاتے ہو۔ اگر موت سے بچنے کی خواہش ہے تو اس گاؤں کو چھوڑو اور ہمارے ساتھ چلو، ہم بھی تمہاری طرح غم کے مارے موت کے مُنہ سے نکل کر بھاگے ہیں اور کسی ایسی جگہ کی تلاش میں جا رہے ہیں جہاں امن و سکون اور راحت و آرام حاصل ہو۔" گدھے کی یہ بات مرغے کو بہت پسند آئی اور وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔

خیر سے یہ چاروں وہاں سے چلے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلتے چلتے سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ایک جنگل میں جا پہنچے۔ رات آئی تو گدھے اور کتّے نے درخت کے نیچے اپنے سونے کی جگہ بنا لی اور بلّے نے درخت کے تنے کو اپنی نیند کے لئے پسند کیا۔ مرغے نے اس درخت کی ایک ٹہنی کو اپنے آرام کے لئے پسند کیا۔ درخت کے اُوپر سے مرغے کو کہیں دُور سے روشنی دکھائی دی اس نے اپنے ساتھیوں کو جگایا اور بولا دیکھو وہ ایک روشنی سی نظر آ رہی ہے شاید ہمیں وہاں رہنے کے لئے اچھی سی جگہ مل جائے۔ گدھے کو مرغے کی بات بہت پسند آئی۔ کتّے نے کہا کہ وہاں چلنے میں بالکل دیر نہیں کرنی چاہیئے جلدی چلو میرا تو بھوک سے بُرا حال ہے شاید وہاں کوئی ہڈی بوٹی کھانے کو مل جائے۔

خیر سب نے اس طرف کا رُخ کیا اور تیز تیز چلتے ہوئے تھوڑی دیر میں روشنی والی جگہ جا پہنچے۔ یہ روشنی ایک مکان میں تھی جس میں چوروں کا ایک گروہ رہتا تھا۔ گدھے نے مکان کی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے ایک لمبے چوڑے دسترخوان پر رنگا رنگ کے مزیدار کھانے چنے ہوئے ہیں اور چور آ آ کر دسترخوان کے گرد بیٹھتے جاتے ہیں۔ اس نے جو کچھ دیکھا وہ اپنے ساتھیوں کو آ سُنایا۔

مرغا بولا "میرا خیال ہے کہ ہم سب یکدم اِس گھر میں گھُس کر ان سب کو نکال باہر کریں۔"

گدھا بولا "بھئی گھُسنے کو تو گھُس جائیں اگر آگے سے مقابلہ ہُوا تو پھر بچنے کی کوئی صورت نہیں۔"

یہ سُن کر سب کہنے لگے کہ بلاسوچے سمجھے کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ چاروں آپس میں مشورہ کرنے کے لئے سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور بڑی سوچ بچار کے بعد انہیں ایک تدبیر سُوجھی۔

چنانچہ سب مل کر اس کھڑکی کے قریب آ گئے۔ گدھے نے اپنی پچھلی دونوں ٹانگوں پر کھڑے ہو کر اگلے دونوں پاؤں دریچے پر رکھ لئے، کتّے نے جست لگائی اور گدھے کی پُشت پر جم گیا۔ بلّا اُچھلا اور اُچھل کر کُتّے کی پیٹھ پر جا بیٹھا اور مرغ اُڑ کر بلّے کی کمر پر چڑھ گیا اور سب نے گلا پھاڑ پھاڑ کر ایسی خوفناک آوازیں نکالیں کہ چوروں کا خوف کے مارے بُرا حال ہو گیا۔ پھر ان سب نے کھڑکے تختے اور شیشے توڑے اور شور مچاتے کمرے میں گھُس گئے۔ یہاں وہ اودھم مچایا کہ چراغ بجھ گیا اور کمرے کا سامان

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوری کی سزا

(جاوید احمد راشد۔ راولپنڈی)

ان دنوں میاں شاقی پانچویں جماعت میں پڑھا کرتا تھا۔ شریر ہونے کے ساتھ ساتھ وہ نہایت ذہین تھا۔ بڑے سے بڑا بہادر بھی ان کی عجیب و غریب شرارتوں سے چکرا جاتا تھا۔ شاقی کے گھر والے اسکی شرارتوں کو پسند نہ کرتے تھے۔ اکثر اسکی پٹائی بھی ہوتی مگر وہ باز نہ آتا۔ ایک دن اپنی شرارتوں کے باعث ان کا کُل اثاثہ اور جانیں بچ گئیں۔

ہُوا یوں کہ سردیوں کے دن تھے گلیاں اور بازار جلد ہی سنسان ہو گئے دن بھر کے تھکے ماندے لوگ گھروں میں پڑے بے خبر سوئے ہوئے تھے۔ شاقی کے ابّا ان دنوں کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ شاقی اور دوسرے گھر والے بھی سونے کی کوشش کر رہے تھے کہ اچانک دھڑام کی آواز آئی۔ یوں لگا جیسے کوئی شخص کوٹھی کی دیوار پھاند کر اندر آ گیا ہے۔ اِس آواز پر شاقی کے کان کھڑے ہو گئے۔

"امتیاز یہ کیسی آواز ہے"۔ اس نے اپنے بھائی سے جو کہ ساتھ والی چارپائی پر لیٹا ہُوا تھا آہستہ سے کہا۔

"اوں ہوں کیسی مصیبت ہے میاں سونے دو کوئی بِلّی وغیرہ ہو گی"۔ امتیاز نے کروٹ بدلتے ہوئے کہا۔ اور خراٹے بھرنے لگا۔ مگر شاقی کو اطمینان نہ تھا۔ اتنے میں پاؤں کی ٹاپ سُنائی دی۔ شاقی نے پھر آہستہ سے کہا تو امتیاز آنکھیں ملنے لگا۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی امّی کو آواز دیتا شاقی نے امتیاز کے مُنہ پر یکدم ہاتھ رکھ دیا اور خود لیٹ کر امّی کے پلنگ تک پہنچا۔ جب انہوں نے چور کا نام سُنا تو ہوش اڑ گئے گھر میں کوئی فرد نہ تھا اور پھر یہ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باہر گھٹاٹوپ اندھیرا تھا اور بادل گرج رہے تھے نیز ہلکی ہلکی بوندا باندی بھی ہو رہی تھی۔ سب بستروں میں گھس کر خوف سے کانپنے لگے۔ "ڈرپوک کہیں کے" شاقی نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔ اچانک اسکے چہرے پر کچھ رونق آئی اور وہ تیزی سے اپنی امّی کی طرف گیا اور ان کے کان میں سرگوشی کی جس سے وہ بھی مسکرائیں۔

چور جو کہ اندھیرے میں بڑھتا چلا آرہا تھا ایک کونے میں کھڑا ہو گیا اور یہ سننے کے لئے کان کھڑے کر دیئے کہ کوئی جاگ تو نہیں رہا۔ جوں ہی چور کا احساس شاقی کو ہوا تو اس نے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "امّی جان ڈیڈی بھی کیسے ہیں کہ رات کو زیورات کی گٹھڑی آنگن والے درخت پر لٹکا دیتے ہیں۔ اگر کسی بدمعاش کو پتہ چل گیا تو وہ آسانی سے لے بھاگے گا۔ امّی آپ میرا مشورہ مانیں تو زیورات کو بڑے صندوق میں رکھ دیں ان کی وجہ سے تو ہماری نیند بھی خراب رہتی ہے۔"

"کمبخت خاموش رہو۔ نہ خود سوتے ہو نہ کسی کو آرام کرنے دیتے ہو۔ بڑا عقلمند بنا پھرتا ہے۔ جو تیرے باپ نے کیا ہے ٹھیک کیا ہے درختوں پر کس کو پتہ ہے کہ زیور پڑے ہیں۔ چپ کر کے سو جا۔" شاقی کی امّی نے ڈانٹتے ہوئے تلقین کی۔ اور پھر دونوں نے دم سادھ لیا۔ چور یہ سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا وہ چپ چاپ کھڑا رہا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ سب سو گئے ہیں تو وہ بھاگتا ہوا آنگن میں پہنچا اور درخت پر نگاہ دوڑائی تو واقعی ایک کالی گٹھڑی سی دکھائی دی جو ایک ڈالی پر لٹک رہی تھی اب کیا تھا وہ جھٹ درخت پر چڑھ گیا فوراً دونوں ہاتھوں سے اس کالی گٹھڑی کو دبوچ لیا۔ گٹھڑی کو ہاتھ لگنا تھا کہ سارے جسم میں آگ سی لگ گئی۔ جسم پر شہد کی مکھیاں لپٹ گئیں اور اس بری طرح مکھیوں نے کاٹا کہ چور نے پیڑ سے بلبلاتے اور جسم نوچتے ہوئے چھلانگ لگائی اور رفوچکر ہو گیا۔ جو وہ زیورات سے بھری ہوئی گٹھڑی سمجھتا تھا شہد کی مکھیوں کا بہت بڑا چھتہ تھا اور یوں میاں شاقی کی عقلمندی سے چور کو بھاگنا پڑا۔

تشحیذ میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (منیجر تشحیذ الاذہان ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سچی کہانی

شہزادہ اخلاق سرور ترکی

روایت مشہور ہے کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شہر میں ایک انگریز رہتا تھا۔ اُس نے یہ شرط لگا رکھی تھی کہ جو شخص قبر میں ایک رات رہ کر زندہ باہر نکل آئے تو اسے مَیں پانچ ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ لالچ میں آ کر کئی لوگ ایک ایک کر کے ایک ایک رات کے لئے قبر میں جاتے اور زندہ واپس نہ آتے اور قبر میں ہی مرے ہوتے۔ اِس طرح سینکڑوں آدمی مر گئے لیکن ابھی تک انعام کسی نے بھی حاصل نہ کیا۔

انگریز کے شہر کے ایک اَور آدمی نے سوچا کہ ایک رات مَیں بھی قبر میں رہ آؤں شاید قبر سے زندہ نکل آؤں تو اس طرح مجھے پانچ ہزار روپیہ مِل جائے گا۔ چنانچہ وہ انگریز کو مل کر قبر میں رات رہنے کے لئے چل پڑا۔ راستے میں اسے ایک فقیر ملا۔ فقیر نے کہا اللہ کے بندے! اللہ کے واسطے مجھے کچھ دے جا۔ آدمی نے جواب منفی میں دیا۔ فقیر نے کہا اللہ تجھ پر اپنا فضل کرے پھر بھی کچھ نہ کچھ ضرور دے جا۔ آدمی نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو صرف ایک پیسہ نکلا وہ پیسہ فقیر کو دے دیا فقیر دعائیں دیتے ہوئے چلا گیا۔

جب رات آئی تو سینکڑوں لوگ یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ آدمی زندہ قبر سے نکلتا ہے یا نہیں قبر کے گِرد جمع ہو گئے۔ اور وہ آدمی اللہ کا نام لے کر قبر میں داخل ہو گیا۔ چوکیدار قبر کے گِرد کھڑے ہو گئے تا کہ وہ باہر نہ نکل آئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخرکار جب صبح ہوئی تو دیکھا
کہ آدمی صحیح سلامت اور زندہ ہے
انگریز نے اسے پانچ ہزار روپیہ انعام
دیا اور کہا کہ رات کو تمہیں سانپ بچھو
اور کیڑے مکوڑے کاٹنے کے لئے نہ آئے
آدمی نے جواب دیا کہ جناب بہت سے
سانپ اور بچھو مجھے کاٹنے کے لئے آئے
لیکن مَیں نے قبر میں داخل ہونے سے
پہلے ایک فقیر کو ایک پیسہ دیا تھا۔
جب مجھے سانپ اور بچھو کاٹنے کے لئے
آگے بڑھتے تو وہ پیسہ آگے ہو جاتا
اِس طرح کوئی بھی سانپ اور بچھو وغیرہ
مجھے نہ کاٹ سکا۔

دیکھو! اس پیسے نے اس آدمی
پر سانپوں کو کاٹنے نہ دیا اور اس
پیسے نے کتنا کام کیا۔

ہمیں اِس کہانی سے یہ سبق ملتا
ہے کہ ہم فقیروں، غریبوں، محتاجوں یتیموں
اور مسکینوں وغیرہ کی مدد کریں۔ اگر ہم
ان کی مدد کریں گے تو یقیناً خدا ہماری
مدد کرے گا۔ آپ اس سے ہی اندازہ
لگائیں کہ آدمی نے فقیر کو صرف ایک
پیسہ دیا اور اللہ تعالیٰ اس آدمی سے
خوش ہؤا اور اس کی جان سانپوں
وغیرہ سے بچائی۔ پس ہمیں محتاجوں، غریبوں
اور فقیروں کی مدد کرنی چاہیئے۔

لاتوں کے بھوت

(بقیہ صہ ۱۸)

چکنا چُور ہو گیا۔ مثل مشہور ہے کہ
"چور کے پاؤں نہیں ہوتے"۔ یہ دیکھ کر
وہ سمجھے کہ بھوتوں نے اس گھر پر حملہ
کر دیا ہے۔ وہ سب کے سب سر پر
پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

اب ان چاروں کی خوشی کا کوئی
ٹھکانا نہ تھا کہ ان کی تدبیر کامیاب رہی
سب نے چوروں کا کھانا خوب سیر
ہو کر کھایا۔ کھا پی کر گدھا گھر کے صحن
میں سو گیا۔ کُتّے نے دروازے کے
پیچھے جگہ بنا لی، بلّے کو چولہے کے قریب
جگہ مِل گئی۔ اور مُرغ چھت کے اُوپر
جا بیٹھا۔

(باقی)

(م۔ ش۔ ق)

آپ خود بھی تشحیذ خریدیئے اور
دوسروں کے نام بھی جاری کروائیے۔
(منیجر تشحیذ الاذہان ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسکراہٹیں

استاد :- سوال کو جلدی سے تختہ سیاہ سے اُتار لو۔

شاگرد :- (جلدی سے) جناب اُتارنے کے لئے سیڑھی کی ضرورت ہے۔

دو دوست خط ڈالنے جا رہے تھے۔ پہلے نے جب خط نکالا تو دوسرا بولا کہ یہ خط بے رنگ ہے۔ پہلا بولا۔ نہیں۔ یہ تو نیلا ہے۔

(عبدالرزاق ثاقب قریشی۔ ربوہ)

ایک شخص کو تیراکی کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ وہ تیراکی سیکھنے کے لئے اپنے چند دوستوں کے ساتھ دریا پر گیا۔ اس کے دوستوں نے اسے پانی میں کُودنے کی دعوت دی مگر وہ شخص چلّا کر بولا "جبتک مَیں تیرنا نہیں سیکھ لُوں گا دریا میں ہرگز نہیں کُودوں گا۔

(امۃ الباسط طاہرہ۔ ربوہ)

ایک دفعہ دو پٹھان ایک کار میں سفر کر رہے تھے۔ کار کی لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے کار سڑک سے نیچے اُتر گئی۔ پٹھان نے کار روکی اور کہا کہ آگے گڑھا ہے۔ دوسرا پٹھان بولا جلدی سے ہارن بجاؤ۔

(سفیر احمد قریشی۔ واہ کینٹ)

وحید :- (اپنے دوست منصور سے) یار چار آنے تو اُدھار دو نیا کنگھا خریدنا ہے۔ میرے کنگھے کا ایک دانہ ٹوٹ گیا ہے۔

منصور :- (حیران ہوکر) کیا؟... ایک دانہ ٹوٹ گیا ہے تو نیا کنگھا کیوں خریدو گے۔

وحید :- ہاں منصور ... وہ دانہ آخری تھا۔

(مرزا مظفر احمد کریم
حیدر آباد۔ سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلومات

(۱) بعض دفعہ سُننے میں آتا ہے کہ فلاں جگہ مچھلیوں اور مینڈکوں کی بارش ہوئی اور لوگ گھبرا کر اپنے گھروں میں بند ہو گئے۔ اِس میں ڈرنے کی کوئی بات نہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ کبھی کبھی سمندر پر چاروں طرف سے ہوا اتنی زور کی چلتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے مینڈک اور مچھلیاں اِس ہوا کی زد میں آکر اُوپر ہی اُوپر اُٹھ جاتی ہیں اور بہت بلندی پر جا کر بادلوں میں گُم ہو جاتی ہیں اور جب بارش ہوتی ہے تو یہ مچھلیاں اور مینڈک بھی بارش کے ساتھ زمین پر آجاتے ہیں۔ اسی کو مچھلیوں اور مینڈکوں کی بارش کہتے ہیں۔

(۲) ہندوستان میں سبز رنگ کی ایک چڑیا پائی جاتی ہے جسے درزی چڑیا کہا جاتا ہے۔ یہ چڑیا اپنا گھونسلا بنانے کے لئے بڑے بڑے پتّے اور باریک ڈوری یا لمبے لمبے تنکے ڈھونڈ کر لاتی ہے۔ پھر پتّوں کے کناروں پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر اپنی چونچ سے سوراخ کر کے ان سوراخوں میں سے اپنی لائی ہوئی باریک ڈوری گزار کر انہیں جوڑ لیتی ہے اور اپنا آرام دِہ گھونسلا بنا لیتی ہے۔

(۳) امریکہ میں ایسی مشینیں تیار ہو چکی ہیں جو دھوپ کی مدد سے گھروں کو ٹھنڈا رکھیں گی۔

(۴) روس میں دُھوپ کی مدد سے چلنے والے ایسے ریفریجریٹر بنائے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک ۱۷۷ پونڈ برف بنا سکتا ہے۔

(۵) دُنیا کا سب سے بڑا پھول سماٹرا میں اُگتا ہے۔ اس کا نام زملیشیا ہے۔ قطر دو فٹ اور وزن تقریباً پندرہ پونڈ ہوتا ہے۔

(وقار النساء۔ ربوہ)

☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبصرہ

تبصرہ کیلئے ہر کتاب
کی دو کاپیاں
آنا ضروری ہیں

صدائے افریقہ

عزیز بچو! آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارے پیارے امام حضرت حافظ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال اپریل و مئی ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ کے چھ ممالک نائیجیریا۔ غانا۔ آئیوری کوسٹ۔ لائبیریا۔ گیمبیا اور سیرالیون کا تبلیغی دورہ فرمایا تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ دورہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی کامیاب رہا۔ اس عرصہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں افراد سے ملاقات کی۔ کئی ملکوں کے سربراہوں سے ملاقات کی۔ مساجد اور سکولوں کے سنگِ بنیاد رکھے۔ حضور کے اس دورہ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی خاص منشاء کے تحت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض نئی تحریکیں جاری فرمائیں۔ ان میں سے سرِفہرست نصرت جہاں ریزرو فنڈ، لیپ فارورڈ پروگرام (یعنی آگے بڑھو) ہیں۔

ان تحریکات کے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے (میرے اپنے پروگرام نہیں رہنے دیئے بلکہ) بڑی شدت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ یہ وقت ہے کہ تم کم سے کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا اور بہت بڑے اور اچھے نتائج نکلیں گے۔ خیر میں بڑا خوش ہوا۔ پہلے اپنا پروگرام اور منصوبہ تھا اب اللہ تعالیٰ نے منصوبہ بنا دیا"

(الفضل ۱۵۔ وفا ۱۳۴۹ ہش)

گیمبیا کے بعد حضور سیرالیون تشریف لے گئے اور افریقن ممالک میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق خرچ کرنے کے پروگرام بنائے۔ پھر انگلستان میں حضور نے احبابِ جماعت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سامنے اس تحریک کو پیش فرما کر قربانیوں کا مطالبہ کیا اور اس کا نام "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے انگلستان کے احباب نے اِس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ حضور نے پاکستان میں اِس تحریک کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستانی جماعتوں میں دو سو ایسے مخلصین درکار ہیں جو پانچ ہزار روپیہ فی کس یا اس سے زائد اِس فنڈ میں جمع کرائیں۔ دو سو مخلصین کم از کم دو ہزار روپیہ فی کس اور ایک ہزار مخلصین کم از کم پانچ سو روپیہ فی کس ادا کریں۔ ان چودہ سو مخلصین کے وعدوں اور وصولی اور وصولی کا ریکارڈ رکھا جائے گا۔ اور جو اس سے کم ادا کرنے کی توفیق رکھتے ہوں وہ ساتھ ساتھ ادائیگی کرتے جائیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان اور بیرونی ممالک میں احبابِ جماعت امامِ وقت کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے بڑھ چڑھ کر اِس تحریک میں حصّہ لے رہے ہیں اور وعدوں اور وصولی کی رفتار اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو ظاہر کر رہی ہے۔ چونکہ خلافتِ احمدیہ کے قیام پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۶۲ سال گزر چکے ہیں اِس لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" میں وعدوں کی آخری حد ۶۲ لاکھ روپے مقرر فرمائی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ یہ رقم آئے گی یا نہیں یا آئے گی تو کیسے آئے گی؟ یہ مجھے یقین ہے کہ ضرور آئے گی... کیونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ کام کرو۔ خدا کہتا ہے تو یہ اس کا کام ہے لیکن جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی فکر کرنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ محض خدا کے حضور قربانی دے دینا کسی کام نہیں آتا جب تک اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول نہ کرے۔" (الفضل ۱۵۔ وفا ۱۳۴۹ ہش)

۲۔ لیپ فارورڈ پروگرام

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دَورۂ مغربی افریقہ سے واپسی پر سب سے پہلی تقریر کراچی میں فرمائی جس میں ارشاد فرمایا:-

"میں افریقہ کے ان ممالک سے جو فوری وعدہ کرکے آیا ہوں وہ قریباً ۲۵۔ ۳۰ ہسپتال کھولنے کا ہے جس کو ہم میڈیکل سنٹر یا ہیلتھ سنٹر کہتے ہیں۔ اور قریباً ستّر اسّی پرائمری سکول ان ممالک میں بنانے ہیں۔" (الفضل ۹۔ اخاء ۱۳۴۹ ہش)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضور نے اِس تحریک کا نام (LEAP FORWARD PROGRAMME) لیپ فارورڈ پروگرام یعنی منصوبہ "آگے بڑھو" رکھا ہے۔ حضور نے یہ تحریک لندن میں بھی پیش فرمائی تھی اور احمدی ڈاکٹروں سے فرمایا تھا کہ خدمتِ اسلام کے لئے یا تو رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر دو ورنہ مَیں تمہیں حکم دوں گا کہ اپنی خدمات پیش کرو۔ چنانچہ حضور کے ارشاد کو سُنتے ہی نہ صرف لندن بلکہ پاکستان کے درجنوں ڈاکٹروں نے اپنے نام پیش کر دیئے اور اب ان افریقی ممالک کے لوگ بھی قربانی میں آگے آ رہے ہیں۔ مختلف مقامات پر مکمل مکان مہیّا ہو چکے ہیں۔ صرف ہمارے ڈاکٹروں نے وہاں پہنچ کر اپنا کام شروع کرنا ہے اور بعض تو وہاں پہنچ بھی گئے ہیں۔

اِسی طرح سکولوں کے پروگرام بڑی سُرعت سے مکمل ہو رہے ہیں۔ کئی مقامات پر حکومتوں نے بڑی وسیع زمینیں سکولوں کے لئے دے دی ہیں۔ بعض مقامات پر عمارتیں میسّر آ گئی ہیں اور چند سکول کھُل بھی چکے ہیں۔

ان دونوں کاموں کو کامیابی سے چلانے کے لئے کِس قسم کے ڈاکٹروں اور اساتذہ کی ضرورت ہے؟ اس سوال کا جواب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"بڑا ہی مخلص دل انسان جانا چاہیئے جس کے اُوپر ہم پُورے طور پر اعتماد کر سکیں" (الفضل ۲۲۔ وفا ۱۳۴۹ ہش)

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس شاندار دَورہ کا تصویری البم مجلس نصرت جہاں نے شائع کیا ہے جس میں حضور کے دَورہ کی خوبصورت تصاویر کے علاوہ ان مُلکوں کے اخبارات کی حضور کے متعلق آراء بھی درج ہیں۔ یہ شاندار تصویری البم ہر بچّے کو خریدنا چاہیئے اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی تحفہ کے طور پر دینا چاہیئے۔

احمدی بچّوں کو چاہیئے کہ وہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان فرمائے ہوئے مقاصد کو پُورا کرنے کے لئے ابھی سے یہ عہد کر لیں کہ ہم نے بڑے ہو کر دین کی خدمت کرنی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو امامِ وقت کی باتوں پر کان دھرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علم کی روشنی

یہ ہم نے دیکھا بھالا ہے کہ جس کا بول بالا ہے
وہ علم کی ہے روشنی وہ علم کا اُجالا ہے

ملتی نہیں تلوار سے نہ جنگ نہ تکرار سے
دولت سے بھی یہ روشنی ملتی نہیں بازار سے

وہ علم کی ہے روشنی کہ جس جگہ ہے پھیلتی
تاریکیٔ افلاس کو ہے چاٹتی یہ چاندنی

جو شخص اِس سے دُور ہے جاہل ہے بے مقدور ہے
وہ زر کے انباروں میں بھی معذور ہے مجبور ہے

یہ روشنی اگر ملے تو پھر کبھی نہ چھن سکے
راحت سکوں خوشی اماں ہر سمت سے عزّت ملے

میرے عزیز یاد رکھ دِلِ علم سے آباد رکھ
محنت بھی کر کوشش بھی کر اپنے خدا کو یاد رکھ

ہے فیضؔ کی یہی دُعا آٹھوں پہر صُبح و مسا
ہیں قوم کے بچّے سبھی تیرا کرم تیری عطا

تُو اِن کو دیندار کر ایماں سے ہمکنار کر
عِلم و ہُنر کی روشنی سے اِن کو آشکار کر

فیضؔ چنگوی
عزیز آباد کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلسِ اطفال الاحمدیہ لائلپور کا

ہفتہ اطفال

مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور کے زیرِ انتظام ۳ اپریل سے ۱۱ اپریل ۱۹۷۱ء تک ہفتہ اطفال منایا گیا۔ پروگرام کا افتتاح محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ لائل پور نے دعاؤں کے ساتھ فرمایا۔ دوران ہفتہ بعد نماز عصر روزانہ اطفال کی تعلیمی کلاس منعقد کی جاتی جس میں اطفال کو نماز سادہ۔ باترجمہ۔ تین مسائل۔ سترہ آیات۔ مسنون دعائیں اور احادیث کے اسباق یاد کرائے گئے۔ جلدسازی کی عملی تربیت بھی دی گئی۔ نیز تلاوت۔ نظم۔ اذان اور تقاریر کے مقابلے کرائے گئے۔ اطفال کو وقارِ عمل کرنے اور فٹ بال میچ کھیلنے کا موقعہ بھی فراہم کیا گیا۔ اطفال کی اوسط حاضری خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی رہی۔

۹۔ اپریل ۱۹۷۱ء کو بعد نماز جمعہ جلسہ یومِ والدین منعقد ہوا جس میں بچوں کے والدین بھی شریک ہوئے۔ اس روز ساٹھ بچوں نے اجلاس میں شریک ہو کر کارروائی سنی۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو عزیز نعیم احمد صاحب نے کی۔ بعد ازاں محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب نے عہد دوہرایا۔ عہد کے بعد مکرم احمد دین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات میں سے تربیت اولاد کے متعلق کچھ حصہ سنایا۔ پھر مکرم سعید احمد صاحب ناصر قائد مجلس خدام الاحمدیہ لائل پور نے مشعلِ راہ میں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بعض نصائح سنائیں۔ اس کے بعد مکرم محمد شفیق صاحب قیصر مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و ایڈیٹر تشحیذ الاذہان نے احمدی بچوں سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اطفال کو صداقت کا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین فرمائی اور بتایا کہ سچ بولنا ایمان کی نشانی ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی پابندی ہمارے لئے ضروری ہے۔

جھوٹ بولنے سے انسان دوسروں کی نگاہوں میں ذلیل ہوتا ہے اور لوگ اسکی عزّت نہیں کرتے۔ سچ بولنے والے کی ہر جگہ عزّت ہوتی ہے اور ہر شخص اس کی بات کا اعتبار کرتا ہے۔ پھر اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے۔

سچ بولنے والے کا دل ہمیشہ نیک کاموں کی طرف جھکتا ہے اور جھوٹ بولنے والے کا دل بُرے کاموں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

"یہ بہت بڑی خیانت
ہے کہ تم اپنے بھائی سے
کوئی بات کہو اور وہ تم کو
سچّا سمجھتا ہو لیکن تم جھوٹ
بول رہے ہو"

ایک مرتبہ حضورؐ نے دعا فرمائی تھی کہ :-

"اے اللہ میری زبان کو
جھوٹ سے پاک رکھ"

ایک مرتبہ صحابہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ کیا مسلمان بزدل ہوسکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ صحابیؓ نے پھر پوچھا۔ یارسول اللہ کیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس شخص نے پوچھا کیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہونے کے لئے ایمان کا پختہ ہونا ضروری ہے اور ایمان کے لئے سچ بولنا لازمی ہے۔ اسلام نے سچائی کو تمام خوبیوں سے اچھا بتایا ہے۔

پس ہمیں چاہیئے کہ جھوٹ بولنے کی بُری عادت چھوڑ دیں اور اپنے دل کو سچائی کے نُور سے روشن کرلیں تاکہ دُنیا میں بھی ہماری عزّت ہو اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

سچائی کے علاوہ آپ نے احمدی بچّوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے اندر خوش کلامی کا خلق پیدا کریں اور کسی سے بدکلامی نہ کریں۔ اس سلسلہ میں آپ نے بچّوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا :-

خوب یاد رکھو کہ جو لوگ بدکلامی کی عادت اختیار کرتے ہیں انہیں نہ تو دُنیا میں عزّت حاصل ہوتی ہے اور نہ آخرت ہی میں ان کے لئے خدا کی خوشنودی ہے۔

پس ہر احمدی بچّے کا فرض ہے کہ وہ دوسروں سے اچھی باتیں کرے۔ کسی کو گالی نہ دے۔ بُرا نہ کہے۔ غیبت نہ کرے۔ کسی کو بُرے نام سے نہ پکارے کیونکہ یہ چیزیں بدکلامی میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داخل ہیں۔ اپنے مسلمان بھائی پر لعنت کرنا اور اس کے عیب تلاش کرتے رہنا۔ بات بات پر گالیاں بکنا۔ یہ سب بہت ہی بُری عادتیں ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سخت باتیں کرنے والا اور سختی کی عادت اختیار کرنے والا بہشت میں داخل نہ ہوگا۔

بدکلامی کرنے والوں کے متعلق حضور صلعم کا یہ قول بھی ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں حضورؐ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بُرا آدمی وہ ہوگا جس سے لوگ اس کی بدزبانی کی وجہ سے ملنا چھوڑ دینگے۔

پس اے احمدی بچو! خوب یاد رکھو کہ وہ لوگ جو دوسروں سے خوش کلامی سے پیش آتے ہیں۔ دوستوں اور دشمنوں سب کی نظر میں عزیز ہوتے ہیں۔ میٹھی زبان کی ہر جگہ قدر اور عزت ہے۔ اچھی عادتوں کو اختیار کرنا اور بُری عادتوں کو چھوڑنا دُنیا کی کامیابی کی کُنجی ہے۔ اور آخرت میں خدا تعالیٰ کے سامنے عزّت اور سُرخروئی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

آخر میں محترم چوہدری غلام دستگیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ بعد خطاب دعا ہوئی اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

عزیز اللہ خان

ناظم مجلس اطفال الاحمدیہ لائلپور شہر

برنافن

زخم پھوڑے پھنسی اور دوسری جلدی تکالیف اور کیڑوں کے کاٹے اور جلے ہوئے کیلئے برنافن مانا ہوا

بے نظیر مرہم ہے

برنافن درد کو دُور کرتا ہے اور متاثرہ حصّوں کو جراثیم سے محفوظ رکھتا ہے اور مواد کو جذب کر کے زخم کو بھرنے میں مدد دیتا ہے۔ چہرے کے رنگ کو نکھارتا ہے۔

تیار کردہ

اوپل کیمیکل انڈسٹریز گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام :- عبدالرزاق قریشی ثاقب
تعلیم :- ہفتم
مشغلہ :- ٹکٹیں جمع کرنا اور کرکٹ کھیلنا۔
پتہ :- تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

نام :- ملک منور احمد
تعلیم :- ہفتم عمر :- ۱۳ سال
مشغلہ :- تشحیذ الاذہان کا مطالعہ کرنا اور ٹکٹیں جمع کرنا۔
پتہ :- محمود آباد جہلم - ڈاکخانہ کالا گوجراں

نام :- ظفر محمود رانا
عمر :- پندرہ سال تعلیم :- میٹرک
مشاغل :- ٹکٹیں جمع کرنا۔ تشحیذ الاذہان کا مطالعہ کرنا۔
پتہ :- معرفت محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ۔ محلہ سول لائن۔ نزد دواخانہ حیوانات۔ ڈسکہ کوٹ

نام :- عبدالرزاق خالد
عمر :- تیرہ سال تعلیم :- ہشتم
مشاغل :- ٹکٹیں جمع کرنا اور لکھنا پڑھنا۔
پتہ :- تعلیم الاسلام ہائی سکول - ربوہ

نام :- محمد الیاس منویر
عمر :- تیرہ سال تعلیم :- ہفتم
مشاغل :- تلاوت کرنا اور ٹکٹیں جمع کرنا۔
پتہ :- تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ ربوہ

نام :- طارق احمد بٹ
عمر :- پندرہ سال
تعلیم :- نہم
مشاغل :- ٹکٹ جمع کرنا۔ مضمون نگاری۔ قلمی دوستی۔
پتہ :- ۴/۹۵ لیاقت آباد۔ کراچی ۱۹

Monthly "Tashheez-ul-Azhan" Rabwah

Editor : Muhammad Shafiq Qaisar

AMAN 1350 MAY, 1971 Regd. No. L. 7128

Digitized by Khilafat Library Rabwah

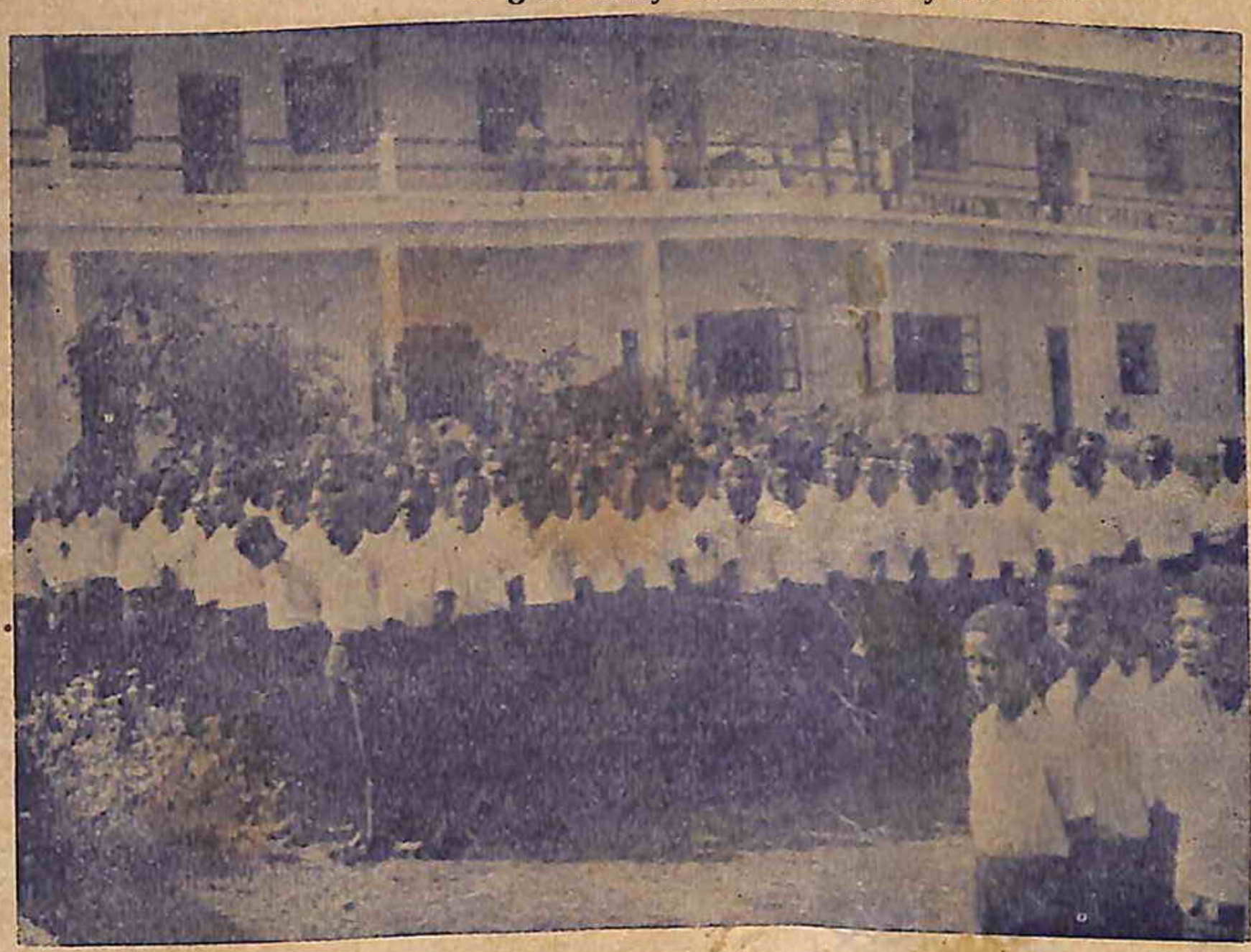

احمدیہ سکینڈری سکول بو (سیرالیون) کے طلباء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے دورہ افریقہ کے وقت تنظیم کے ساتھ کھڑے ہیں۔

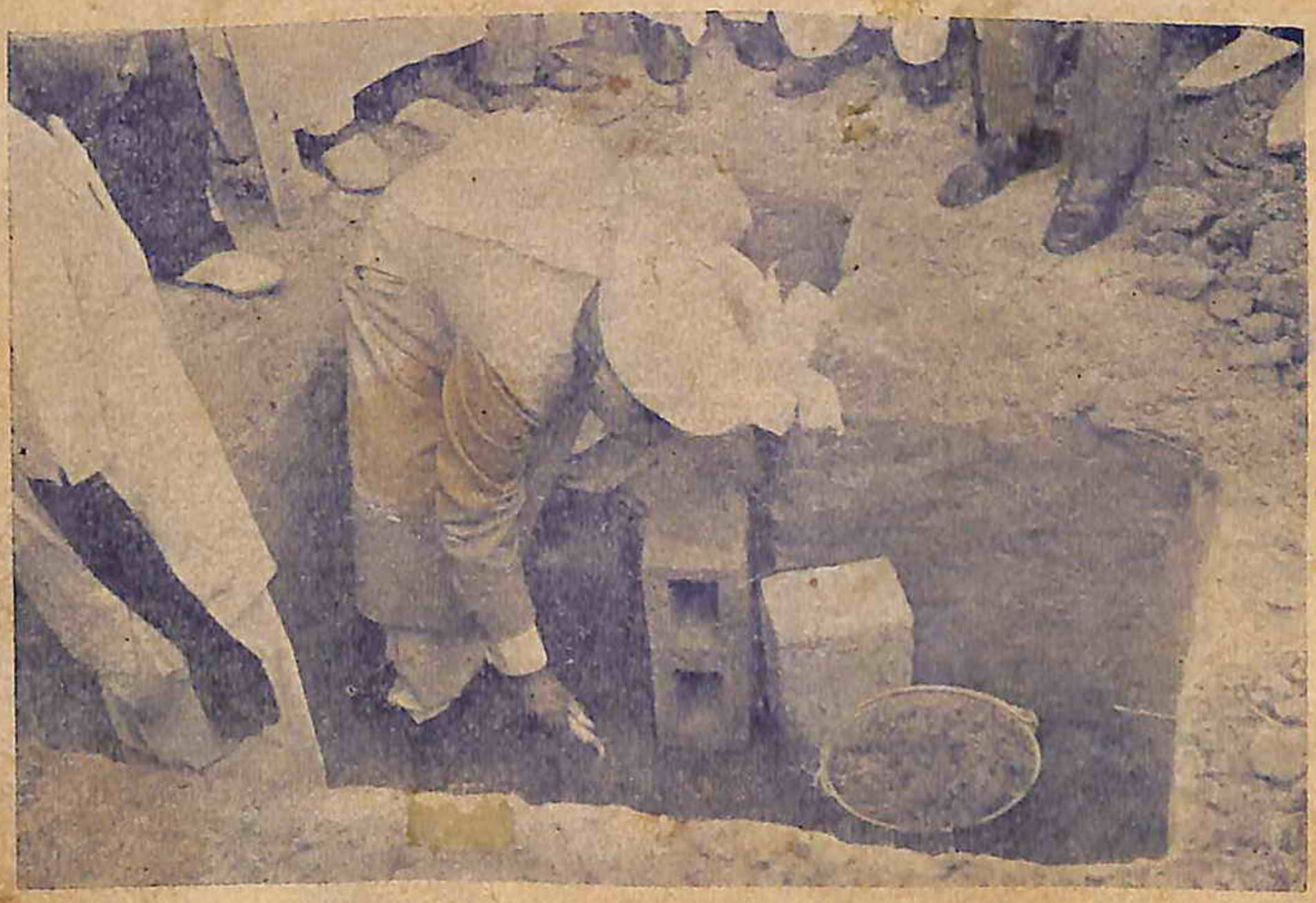

کمبیا میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ایک نئے سکول کا سنگ بنیاد نصب فرما رہے ہیں۔

Only Title printed at the Nusrat Art Press, Rabwah.